دیباچہ

روایتی شہرت کی حامل لاہور کی مرکزی شاہراہ پر، جو کبھی دی مال کہلاتی تھی اور اَب بابائے قوم کی مبارک ذات سے منسوب ہو کر شاہراہِ قائداعظم پکاری جاتی ہے، اُنیسویں صدی کے اواخر کے برطانوی ہندی فنِ تعمیر کی یادگار ایک پُر شکوہ عمارت، ''نرسنگھ داس گارڈن'' جس کو آپ آسانی سے شہر کی نوآبادیاتی عہد کی شاندار عمارتوں میں شمار کر سکتے ہیں۔ ایک دلکشا گارڈن کے وسط میں واقع یہ عمارت شاہراہِ قائداعظم کے حسن اور وقار میں اضافہ کرتی ہے۔ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کا دفتر اسی عمارت ''نرسنگھ داس گارڈن'' میں واقع ہے۔

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کے بارے میں پہلی بات یہ ہے کہ یہ ایک غیر سرکاری ادارہ ہے جو قیامِ پاکستان کے فوراً بعد ۱۹۵۰ء میں معرضِ وجود میں آیا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد اُن آدرشوں کے ذہنی، علمی اور ثقافتی پہلوؤں کی تکمیل تھا جن کے لیے جنوبی ایشیائی مسلمانوں نے طویل جدوجہد کے بعد ایک الگ اور آزاد وطن حاصل کیا تھا۔ اس ادارے نے اسلامی سچائیوں اور مسلمانوں کے ذہنی و ثقافتی ورثے کو نئی نسلوں کے شعور کا حصہ بنانے کے لیے تحقیق و تصنیف کے جدید طریقوں کو رواج دیا۔ یہ ادارہ اب تک انگریزی اور اُردو زبانوں میں تین سو سے زیادہ کتابیں شائع کر چکا ہے۔ یہ کتابیں وسیع پیمانے پر پڑھی گئی ہیں اور اُنھوں نے وطن عزیز کے ہزاروں اربابِ فکر و دانش، اساتذہ کرام، طلبہ اور عام شہریوں کو متاثر کیا ہے۔ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ سے وابستہ مصنّفین میں سے ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، پروفیسر ایم ایم شریف، شیخ محمد اکرام، بشیر احمد ڈار، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا جعفر شاہ پھلواروی، مولانا محمد اسحاق بھٹی، مولانا محمد مظہر الدین صدیقی، مولانا رئیس احمد جعفری، پروفیسر محمد سرور، ڈاکٹر رشید احمد جالندھری اور کئی دوسرے صاحبان پاکستان کی علمی دُنیا کے روشن ستارے ہیں۔

اس ادارے کی ایک اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی باگ دوڑ روایتی علما کی بجائے جدید تعلیم یافتہ سکالرز کے ہاتھ میں رہی ہے اور ان صاحبان نے قدیم و جدید مسائل کا حل عہدِ حاضر کے تقاضوں کو نظرانداز کیے بغیر تلاش کرنے پر توجہ مرکوز رکھی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کے بانی ڈائریکٹر تھے جنھوں نے یورپ سے فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور وہ حیدرآباد دکن کی عثمانیہ یونیورسٹی میں فلسفہ کے پروفیسر رہے تھے۔ پروفیسر ایم ایم شریف ان کے جانشین تھے جو علی گڑھ یونیورسٹی میں پرووائس چانسلر اور آل انڈیا فلاسفیکل کانگریس کے صدر رہے تھے۔ اسی طرح پروفیسر سعید شیخ لاہور کے

گورنمنٹ کالج میں فلسفے کے پروفیسر اور شعبے کے سربراہ رہے تھے۔ شیخ محمد اکرام آئی سی ایس آفیسر رہ چکے تھے۔ جناب سراج منیر نے انگریزی ادبیات میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی اور ڈاکٹر رشید احمد جالندھری نے لندن یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی سند حاسل کی تھی۔

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کی مشنری رُوح کو اظہار کا ایک مؤثر وسیلہ ایک علمی جریدہ کے اجرا سے حاصل ہوا۔ ثقافت کے نام سے یہ ماہوار جریدہ ۱۹۵۵ء کے پہلے مہینے سے جاری ہوا تھا اور ۱۹۶۷ء کے آخری ماہ تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ فروری ۱۹۶۸ء میں اس کا نام بدل کر ثقافت کے بجائے المعارف رکھ دیا گیا۔ اس عنوان سے یہ جریدہ ۱۹۸۴ء تک ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ دسمبر ۱۹۸۴ء میں بعض انتظامی تبدیلیوں کے باعث المعارف کے ماہانہ کے بجائے خصوصی شمارے شائع ہونے لگے۔ اگلے چودہ برس تک اس کے آٹھ خصوصی شمارے منظرِ عام پر آئے۔ ۱۹۸۹ء اور ۱۹۹۰ء میں اس کی اشاعت معطل رہی۔ بعد ازاں بعض انتظامی مسائل اور نہایت قلیل مالی وسائل کی وجہ سے جریدے کی اشاعت بے قاعدہ رہی۔ بہر حال ۲۰۰۹ء سے المعارف ماہوار کے بجائے ششماہی بنیاد پر باقاعدگی سے قارئین تک پہنچ رہا ہے۔ مذکورہ رکاوٹوں کے باوجود المعارف کا علمی معیار برقرار رہا ہے یہ ہمارے خطے کے وقیع علمی جرائد میں سے ہے اور اس کو بہتر اور زیادہ مؤثر بنانے کے لیے متعدد اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ ملک کے ماہر اور معروف اشاریہ ساز محمد شاہد حنیف صاحب کا ممنون ہے جنھوں نے محبت آمیز محنت کے ساتھ ثقافت اور المعارف کا موضوع وار، مصنف وار اور شمارہ وار اشاریہ تیار کیا ہے۔ وہ خدمتِ علم کی روایتی مسلم رُوح کے حامل ہیں اور اشاریہ سازی کے جدید بین الاقوامی اُصولوں اور ضابطوں پر عبور رکھتے ہیں۔ اُنھوں نے اس اشاریے میں ساٹھ سال میں شائع ہونے مقالات و نگارشات کو احسن انداز میں اس طرح ایک لڑی میں پرو دیا ہے جس سے نہ صرف اہلِ تحقیق نہایت آسانی کے ساتھ اس علمی خزانہ سے مستفیض ہوسکتے ہیں بلکہ جدید موضوعات پر کام کرنے کی نئی راہیں استوار ہوں گی۔ مرتب اشاریہ اس سے قبل برصغیر پاک و ہند کے کئی اہم علمی، دینی اور اَدبی مجلات کے اشاریے مرتب کر کے محققین و مصنفین سے داد پا رہے ہیں۔ اُن کے مرتب کردہ اشاریے تحقیق کی دُنیا میں ایک روشن مینار کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ اُمید ہے کہ یہ اشاریہ اربابِ علم و تحقیق کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ

قاضی جاوید

ناظم ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور